سوال

(25)یزید کے بارے میں حدیث نبوی کی وضاحت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یزید کو عوام گندہ ذہنی سے بچانے کے لیے یہ حدیث (کہ قسطنطنیہ پر جو سب سے پہلی جماعت حملہ کرے گی وہ جنتی ہوگی) کس کتاب میں ہے؟ اس کا معہ صفحات کے حوالہ دیں۔ نیز یزید کی اُس جماعت میں کیا پوزیشن تھی؟ کیا تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے؟ سائل عبدالخالق رحمانی

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

متعلقہ حدیث بخاری متضمن منقبت یزید بن معایہ (بن ابی سقیان)

(1)قسطنطنیہ پر سب سے پہلی حملہ کرنے والی جماعت نہیں، بلکہ سب سے پہلی سمندری لڑائی لڑنے والی جماعت، جس کے مفید مطلب الفاظ یہ ہیں ''نام رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم استیقظ وہو یضحک، قالت : فقلت : ومایضحکک یا رسول للہ، قال : ناس من امتی، عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ، یرکبون ثبج ہذا البحر، ملوکا علی الأسر-ة أو مثل الملوک علی الأسرة، قالت ام حرام : فقلت : یا رسول اللہ! ادع اللہ أن یجعلنی منھم، فدعا لھا رسول اللہ ﷺ،، (بخاري فی باب الدعاء بالجھاد (کتاب الجھاد3/201) کتاب الرؤیا (باب الرؤیا بالنہار 8/73) کتاب الأستیذان (باب من زار قوما فقال عندھم 40/7) ومسلم (کتاب الأمارة باب فضل الغزوفی البحر (1912)3/1518) وابو داوٗد (کتاب فضائل الجھاد باب ماجاء فی البحر (1645)4/178) والترمذي (کتاب فضائل الجھاد باب ماجاء فی البحر (1645)4/178) والنسائی (کتاب الجھاد باب فضل الجھاد فی البحر40/6)'' قال العینی : قولہ : ملوکا، قال ابو عمر : أراد أنہ رأي الغزاة فی البحر علی الأسرة فی الجنة، ورؤیا الأنبیاء اعلیھم السلام وحی، یشھد لہ قولہ تعالی : علی الارائک متکون، وبہ جزم ابن بطال، حیث قال : إنما رآھم ملوکا علی الأسرة فی الجنة فی رؤیا، وقال القرطبی : یحتمل أن یکون خبرا عن حالھم فی غزوھم ایضا،، انتھی (عمدة القاري 535/6).

اس حدیث سے حضرت معاویہ کی منقبت عیاں ہے کیوں کہ سب سے پہلی جماعت (جس میں اُم حرام رضی اللہ عنہا اپنے شوہر عبادة ابن الصامت کے ساتھ گئی تھیں) حضرت عثمان کی خلافت میں حضرت معاویہ کے ساتھ 28ھ یا 27ھ میں جزیرہ قبرس پر حملہ آور ہوئی۔ عینی 4 84 87 وقسطلانی 5 101۔6 230) یہ واقعہ تاریخ کی ہر معتبر کتاب میں موجود ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اور قسطنطنیہ پر سب سے پہلے حملہ کرنے والی جماعت کی منقبت و شرف والی حدیث بخاری 3 232 کتاب الجھاد باب قتال الروم میں موجود ہے، جس کی مفید مطلب الفاظ یہ ہیں : ''ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ»، فَقُلْتُ : أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : «لاَ» انتھی. قال : العینی : ''ذکر أن یزید بن معاویة غزا بلاد

الروم حتی قسطنطینۃ ، ومعہ جماعات من سادات الصحابۃ ، منھم ابن عمرو ابن عباس وابن الزبیر وأبو أیوب الانصاري ، کانت وفاۃ أبي أیوب الأنصاري ہناک قریبا من سورا لقسطنطنیہ ،، وقال صاحب المرآۃ : '' الأصح أن یزید ابن معاویۃ غزا القسطنطینہ في سنۃ اثنتین و خمسین ، وقیل سیرۃ معاویۃ جیشا مع سفیان عوف الی القسطنطنیۃ فاوغلو ببلاد الروم ، وکان في ذلک الجیش ابن عباس وابن عمرو ابن الزبیر ابو أیوب الأنصاري قال العینی : الأظہر أن ہولاء الصحابۃ في خدمتہ ،، (عینی 649/6) .

اور قسطلانی لکھتے ہیں : '' وکان أول من غزا مدینۃ قیصر یزید بن معاویۃ ، ومعہ جماعۃ من سادات الصحابۃ کابن عمرو ابن عباس وابن الزبیر وأبي أیوب الأنصاري ، وتوفی بہا سنۃ اثنتین وخمسین من الہجرۃ ،، انتہی ۔ یہ حدیث منقبت یزید پر صاف دلالت کرتی ہے ، چنانچہ مہلب کہتے ہیں : '' في ہذا الحدیث منقبۃ لمعاویۃ ، لأنہ أول من غزا البحر ، ومنقبۃ لولدہ یزید ، لأنہ أول من غزا مدینۃ قیصر ،، انتہی (قسطلانی 23/6) اس جنگ قسطنطنیہ میں جس میں کبار صحابہ شریک تھے ۔ یزید امیر جیش رہا ہو ۔ جیسا کہ عام اصحاب سیر لکھتے ہیں یا مامور اور ایک ادنی سپاہی کی حیثیت سے شریک رہا ہو ۔ جیسا کہ عینی کی رائے ہے ۔ بہر حال اس کی منقبت ثابت ہے کیوں کہ آں حضرت ﷺ نے تمام شرکاء کے حق میں '' مغفور لہم ،، فرمایا ہے ۔

لیکن یہ استدلال ابن التین وابن المنیر کو ، اور ان کی تقلید میں عینی کو ، اور کہا جاتا ہے کہ قسطلانی کو بھی پسند نہیں ہے ۔ چنانچہ قسطلانی لکھتے ہیں : '' وأجیب بأن ہذا (یعنی ظن أن یزید بن معاویۃ داخل في قولہ مغفور لہ) جار علی طریق الحمیۃ البني أمیۃ ، ولا یلزم من دخولہ في ذلک العموم ، أن لایخرج بدلیل خاص ، إذ لا خلاف أن قولہ علیہ السلام : مغفور لہم مشروط بکونہ من أہل المغفرۃ ، حتی لو ارتد واحد ممن غزاہا بعد ذلک ، لم یدخل في ذلک العموم اتفاقا ، قالہ ابن المنیر ، وقد أطلق بعضھم فیما نقلہ المولی سعد الدین اللعن علی یزید ، لما أنہ کفر حین أمر بقتل الحسین واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ أو أمر بہ أو أجازہ ورضی بہ ، والحق أن رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک ، و : إہانتہ أہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تواتر معناہ وإن کان تفاصیلھا آحادا ، فنحن لا نتوقف في شأنہ ، بل في إیمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی أعوانہ وأنصارہ ،، انتہی (ہندي 101/5 ، مصري 30/2) .

ابن التین ، ابن المنیر ، عینی ، قسطلانی ان چاروں شراح بخاری کو یہ تسلیم ہے کہ یزید اس جیش میں تھا اور کیوں نہ تسلیم ہو جب کہ تمام کتب سیر ومغازی اس پر متفق ہیں ۔ (تاریخ الامم الاسلامیہ للعلامہ الخضری ودیگر کتب تاریخ اسلام) ۔

لیکن اس امر میں کلام ہے کہ یزید آں حضرت ﷺ کے ارشاد '' مغفور لہم ،، کا مصداق ہے ، یہ ان کو مسلم نہیں ۔ دلیل عدم تسلیم کی صرف یہ ہے کہ مغفور ہونا مشروط ہے مغفرت کی اہلیت وصلاحیت رکھنے کے ساتھ ۔ اس لیے کہ اگر اس جنگ میں شرکت کرنے والوں میں سے کوئی بعد میں مرتد ہو گیا ہو ، تو بالاتفاق اس عموم مغفرت میں داخل وشامل نہیں ہوگا ۔

لیکن یہ جواب اور دلیل تعقب بالکل مہمل ہے ۔ آں حضرت ﷺ نے پوری جماعت پر بلا استثناء احدے '' مغفور لہم ،، ہونے کا حکم لگایا ہے ۔ اس لیے یزید بھی بلاشبہ اس میں داخل ہے ۔ کیوں کہ اُس میں بوجہ اس کے مسلمان ، غیر مشرک ہونے کے مغفرت کی اہلیت قطعا موجود تھی ۔ خلیفہ ہونے سے پہلے زیادہ سے زیادہ وہ بعض فسقیہ امور کا مرتکب تھا ، اور خلافت کے بعد اس کا ثبوت کہ وہ حسب سابق ان امور فسقیہ میں بتلا وملوث تھا بہت مشکل ہے ۔ وہ کبھی مرتد نہیں ہوا ۔ اور نہ اس کے حق میں ایمان واسلام سے خارج کرنے والی کوئی چیز ثابت کی جا سکتی ہے ۔ (افتراآت وبہتانات قسے بحث نہیں) پس ایسی حالت میں '' ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء ،، (النساء : 48) کے ہوتے ہوئے اس کے '' مغفور لہم ،، کے مصداق ہونے میں تردد کرنا ۔ خلاف النصاف ہے ۔ ہم یزید کو معصوم نہیں سمجھتے ۔ لیکن افتراپردازی کے سخت مخالف ہیں ۔ اس سے یقینا غلطیاں سرزد ہوئیں ۔ سب سے بڑی غلطی اور گناہ عظیم جنگ حرہ کا برپا کرنا ہے ۔ لیکن ان غلطیوں یا کبائر کو مخرج من الملۃ قرار دینا مشکل ہے ۔

قسطلانی کا مستدل پر حمایت وعصبیت بنوامیہ کا الزام لگانا '' ان بعض الظن اثم ،، (الحجرات : 12) کا مصداق ہے ۔ اس لیے اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ باقی رہا کسی غیر معلوم اور مجہول الذات والحال رافضی کا یہ دعوی کہ ، یزید قتل حسین سے خوش تھا اور اس نے اہل بیت کی اہانت وتذلیل کی ۔ ونیز اسی نے حسین کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا ۔ اس لیے وہ کافر ہے اور کفر پر مرا ۔ بنا بریں اس پر لعنت بھیجنا جائز اور مباح ہے ۔ کیوں کہ اس بات پر سب لوگ متفق ہیں کہ قاتل حسین اور قتل حسین کا حکم دینے والا اور اس کو جائز سمجھنے والا اور قتل حسین سے خوش ہونے والا سب پر لعنت کرنی جائز ہے ۔ سو یہ محض بازاری گپ ہے کسی معتبر روایت سے ہرگز یہ ثابت نہیں کہ یزید نے حضرت حسین کو قتل کرڈلنے کا حکم دیا تھا ، یا ان کے قتل کردیئے جانے سے خوش ہوا تھا ، یا اس کو جائز سمجھتا تھا ، بلکہ تاریخ کی معتبر کتابوں سے خود ان ہرسہ امور کا خلاف ثابت ہے ۔ ونیز بالکل غلط ہے کہ حضرت حسین کے قاتل غیر مستحل یا اس کا حکم دینے والے یا اس سے خوش ہونے والے کے کفر اور ان پر لعن وطعن کے جواز پر سب کا اتفاق ہے ۔ یہ باتیں محض جھوٹ اور بے بنیاد ہیں ۔ تاریخ الخلفاء میں بعض ایسی باتیں موجود ہیں لیکن یہ معلوم ہے کہ سیوطی '' حاطب لیل ،، اور جامع رطب ویابس ،، اور '' حامل غث وسمین ،، ہیں ، ونیز یہ باتیں بالکل

بے سند لکھی ہیں۔ اس لیے بھی ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ تعجب ہے ''ملا سعد اللہ،، پر کہ بغیر تنقید کے ایسی بے سر وپا باتیں نقل کردیں۔ ان سے زیادہ تعجب ''قسطلانی،، پر ہے کہ ایسی غیر محقق بات اور خلاف واقعہ امر لکھ کر صرف یہ کہہ کر خاموش ہوگئے: ''ومن یمنع یستدل بأنہ علیہ الصلوۃ والسلام نہی عن لعن المصلین، ومن کان من اہل القبلۃ،، انتہی

درحقیقت اس ٹھوس دلیل کا مجوزین لعن کے پاس کوئی معقول جواب نہیں ہے۔ (مصباح بستی محرم 1371ھ)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 73

محدث فتویٰ